غلطی کی نشاندہی اور لوگوں کو کب اس سے آگاہ کیا جائے؟

شیخ عبداللہ بن عبدالرحیم البخاری حفظہ اللہ سے پوچھا گیا:

www.ahlulathar.net

کیا یہ شرط ہے کہ کسی (علمی) غلطی کرنے والے شخص سے تحذیر (اس کی غلطی پر آگاہ) کرنے سے پہلے اسے نصیحت کیا جائے؟

شیخ کا جواب تھا: ہم کہتے ہیں بارک اللہ فیکم: شرعی قاعدہ ہے کہ غلطی کرنے والے کی غلطی اسی پر لوٹائی جائے گی (یعنی رد کردی جائے گی)، کیونکہ ہر شخص کا قول لیا بھی جاسکتا ہے اور چھوڑا بھی جاسکتا ہے سوائے رسول اللہ ﷺ کے قول کے۔ تو ضروری ہے کہ ہم حق کی تعظیم کریں۔ تو اب جو باقی رہتا ہے، وہ اسے نصیحت کرنا ہے۔

اس غلطی کی دو حالتیں ہیں:

پہلی حالت یہ کہ جو غلطی چھپی ہو جو نہ ظاہر ہو اور نہ ہی پھیلی ہو تو اس میں کوئی شک نہیں کہ اسے نصیحت کرنا زیادہ بہتر ہے۔ لیکن اس کا معنٰی یہ ہرگز نہیں کہ غلط عبارت کا بطلان اور غلطی مطلقا بیان ہی نہ کیا جائے! (نہیں) کیونکہ غلطی پھیل سکتی ہے تو یہاں نصیحت کرنا زیادہ بہتر ہے۔

دوسری حالت یہ کہ غلطی ظاہر ہوچکی ہو اور پھیل رہی ہو یا پھیل گئی ہو، تو یہاں پر ضروری اور عین واجب ہے کہ جو شخص اس کے حال کو جانتا ہو وہ باطل کا رد کرے اور اسے کہنے والے کا رد کرے۔ اللہ نے ہمیں حق بات کہنے کا حکم دیا ہے اور یہ حکم دیا ہے کہ ہم حق کو نہ چھپائیں۔ واضح ہے؟

تو اگر معاملہ ایسا ہے تو باقی رہتا ہے نصیحت کا معاملہ تمہارے بیچ۔ تو یہ مسئلہ فضیلت والا ہے کہ تم اس کو نصیحت کرو۔ ہمارے پاس (اس کی غلطی ہے) جس کو بیان کرنا واجب ہے اور دوسری طرف ہمارے پاس اسے نصیحت کا معاملہ ہے۔ تو یہ افضل (بہتر) ہے کہ ہم اسے نصیحت کریں۔ ایک معاملہ (صرف) فضیلت والا ہے اور دوسرا معاملہ واجب ہے

(یعنی اس کی غلطی بیان کرنا)۔ ہم واجب کو فضیلت والے معاملے سے نہیں چھپاتے، کہ ہم فضیلت والا کام تو کریں (یعنی اسے نصیحت تو کریں)اور واجب کو گرادیں (یعنی اس کی غلطی نہ بیان کریں)۔ واضح ہے؟

بعض لوگ صرف فضیلت والا کام کرتے ہیں واجب کو گرادینے کے لئے، اس کے باوجود کہ اس کی غلطی پھیلی ہوئی ہے ۔یہ غلط ہے!

امام قتادۃ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص بدعت نکالتا ہے تو واجب ہے کہ ہم اس کا ذکر کریں تاکہ لوگ اس سے آگاہ ہو جائیں۔ تو ضروری ہے کہ ہم حق کو بیان کردیں۔ انبیاء اور رسول علیہم السلام لوگوں کو حق بیان کرنے کے لئے آئے۔

أن اعبدوا الله واجتنبوا الطاغوت یعنی (تم سب اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت (کی عبادت) سے بچو۔)(سورۃ النحل: ۳۶)

کلمہ توحید دو بنیادون پر قائم ہے۔ نہ محض نفی ہے اور نہ ہی محض اقرار (اثبات) ہے۔ اس میں نفی اور اثبات دونوں ہے۔ اس میں بیان ہے حق کا اور رد ہے باطل کا۔ لا إلہ: یہ رد ہے اہلِ باطل کا جنہون نے غیر اللہ کو اللہ کے سوا بغیر حق کے معبود بنادیا اور بتوں وغیرہ کو بنالیا۔ إلا اللہ (سوائے اللہ کے) حق کو ثابت کرنا ہے۔ تو اس کلمہ میں حق (کا اثبات) اور باطل کا رد دونوں ہے۔ محمد رسول اللہ: اس میں بھی حق کا اثبات اور باطل کا رد (دونوں) ہے۔ کیسے؟ اس میں محمد ﷺ کے لئے نبوت اور رسالت ثابت کرنا ہے اور یہ کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، ان لوگوں کے خلاف (رد ہے) جنہوں نے آپ ﷺ کی رسالت کا انکار کیا اور کہا کہ یہ آپ ﷺ کی کسب تھی۔ اور اس میں حق کا اثبات ہے اور یہ وہ ثابت کرنا ہے کہ نبی ﷺ رب العالمین کی طرف سے رسول ہیں۔ اسی طرح اس میں رد ہے ہر اس شخص کا جو غلو کرتا ہے آپ ﷺ کے حق میں اور اللہ کے سوا آپ ﷺ کو پکارتا ہے اور معبود بنادیتا ہے۔ تو کلمہ توحید حق کو بیان کرنے اور باطل کا رد کرنے پر قائم ہے۔ اسی کو لے کر انبیاء آئے۔

اس غلطی کرنے والے کے ساتھ نرمی کی جائے گی اگر وہ سنی ہے اس کے ساتھ کہ اس کی غلطی کا رد ہو۔ اگر وہ ضد اور ہٹ دھرمی کرے تو اس کے معاملے کو بیان کر دیا جائے کہ اس نے اس معاملے میں غلطی اور خطاء کی ہے۔

فليس العزيز على الخنا بمحرم

امام علی بن المدینی اپنے والد کو ضعیف کہتے تھے اور ابو داؤد اپنے بیٹے کو ضعیف قرار دیتے تھے۔ وہ قرابت کی وجہ سے انہیں ترجیح نہیں دیتے تھے اللہ کے معاملے میں بھلے ہی وہ ان کے قریب سے قریب تر ہی کیوں نہ ہو۔ دیکھو امام خطیب بغدادی کا قول (کتاب) شرف اصحاب الحدیث وغیرہ میں۔ لیکن محبت (اور قربت) کی وجہ سے ترجیح دینا؟ تو نہیں!

لیکن اس کی بات کو بیان کیا جائے گا اور دیکھا جائے گا، (کہا جائے گا) فلاں کے مقالے سے بچو: چاہے اس کو کہنے والا لوگوں میں سے زید یا عمرو ہی کیوں نہ ہو، (کہا جائے گا) یہ غلاط ہے، یہ غلط ہے۔

ہاں! ہمیں اس کا رجوع کرنا زیادہ محبوب ہے کہ وہ رجوع کرلے۔ یہ ہمارے دلوں کو ٹھنڈک پہنچاتی ہے کہ کوئی انسان حق کی طرف پلٹ آئے۔ ہمارے اور حق کے بیچ کچھ نہیں لیکن باطل پر استمرار کرنے والے سے آگاہ کرنا واجب ہے۔

مصدر: شیخ عبداللہ بن عبدالرحیم البخاری حفظہ اللہ کی ویب سائیٹ

شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ سے پوچھا گیا:

اللہ آپ کی حفاظت کرے، کب نصیحت خاموشی سے اور کب علانیہ ہونی چاہئے؟

شیخ کا جواب تھا: نصیحت کرنے والا وہ عمل کرے جو اصلاح کے لئے زیادہ بہتر ہو۔ جب وہ پوشیدہ غلطی دیکھے تو نصیحت خاموشی سے کرے، جب وہ علانیہ (غلطی) دیکھے تو وہ کرے جو زیادہ نفع بخش ہو۔ لیکن اگر کوئی گناہ پوشیدہ ہو تو نصیحت بھی پوشیدگی میں ہونی چاہئے۔ جب وہ جان رہا ہے کہ اس کے بھائی سے کوئی گناہ پوشیدگی میں ہو رہا ہے تو اسے خاموشی

سے نصیحت کرے۔ اسے لوگوں کے سامنے بے پردہ نہ کرے، اپنے اور اس کے مابین نصیحت کرے۔ لیکن اگر گناہ علانیہ کرتا ہو جسے لوگ دیکھ رہے ہیں، مثال کے طور پر ایک شخص مجلس میں کھڑا ہوتا ہے اور شراب پیتا ہے تو اس پر (اعلانیہ) انکار کیا جائے گا، یا ایک شخص کھڑا ہوتا ہے اور شراب پینے کی دعوت دیتا ہے یا سود کی طرف دعوت دیتا ہے اور وہ وہاں حاضر ہو تو وہ کہے: ائے میرے بھائی یہ جائز نہیں ہے۔ مگر ایسا گناہ جو تم اپنے بھائی کے بارے میں جانتے ہو کہ تمہارا بھائی شراب پیتا ہے یا سود لیتا ہے تو تم اسے پوشیدگی میں نصیحت کرو اور اس سے کہو کہ میرے بھائی مجھے ایسی بات کی خبر پہنچی ہے۔۔۔اور پھر اسے نصیحت کرو۔ لیکن اگر کوئی منکر فعل علانیہ طور پر (لوگوں کے بیچ) مجلس میں ہوا ہے اور تم اس منکر کو دیکھ رہے ہو یا لوگوں نے دیکھا ہے تو اس منکر کا (علانیہ) انکار کرو کیونکہ اگر تم خاموش رہ گئے تو اس کا معنی ہے کہ تم نے اس باطل کا اقرار کر لیا۔ تو جب ہم کسی مجلس میں ہوتے ہیں اور وہاں شراب پینا ظاہر ہو جائے تو اس کا انکار کیا جائے گا اگر تمہارے پاس استطاعت ہے۔ اسی طرح جب دوسرا منکر ظاہر ہو جیسے غیبت تو (اس کا انکار کرو اور) کہو: میرے بھائیوں! دیکھو غیبت یا اس جیسی چیزیں جائز نہیں ہے۔

(مصدر: مجلۃ الإصلاح، عدد ۱۷ ص ۲۴۱ بتاریخ: ۲۳ جون ۱۹۹۳)۔

نوٹ از مترجم: شیخ ابن باز رحمہ اللہ کے کلام میں علانیہ فعلِ منکر کرنے والے کا رد علانیہ طور پر کیا جائے گا کو صرف گناہ کرنے والے پر محمول کرنا صحیح نہیں ہے بلکہ اس میں بدرجہ اولی علانیہ بدعت کرنے والے یا بدعت کی طرف بلانے والے بھی شامل ہیں کیونکہ بدعت کا معاملہ زیادہ شدید اور سخت ہے اور ابلیس کو زیادہ پسند ہے کیونکہ گناہ کو تو کوئی غلط سمجھ کر بھی کرتا ہے اور اس لئے اس سے توبہ کر لینے کا بھی امکان ہے مگر بدعت کرنے والا بدعت کو دین سمجھ کر کرتا ہے جیسا کہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کہتے تھے

" الْبِدْعَةُ أَحَبُّ إِلَى إِبْلِيسَ مِنَ الْمَعْصِيَةِ , وَالْمَعْصِيَةُ يُتَابُ مِنْهَا , وَالْبِدْعَةُ لا يُتَابُ مِنْهَا " -

شیخ ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا:

بعض لوگ کہتے ہیں یا صحیح معنیٰ میں ایسا کہا جائے کہ بعض لوگ اس کو شرط (سمجھتے) ہیں جو کہتے ہیں کہ کسی کا رد کرنے میں اس سے پہلے کہ اس رد کو چھاپا جائے یہ ضروری ہے کہ جس پر رد کیا جارہا ہے اس تک ایک نسخہ (اس رد کا) پہنچا دیا جائے تاکہ وہ اسے دیکھ لے، اور یہ کہتے ہیں کہ یہ منہجِ سلف میں سے ہے؟

شیخ کا جواب تھا: یہ شرط نہیں ہے، لیکن اگر آسانی سے ہو سکے اور اس سے امید ہو کہ اس اسلوب کو اپنانے سے آپس میں قربت بڑھے گی اور لوگوں میں یہ مسئلہ نہیں پھیلے گا تو اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک اچھی بات ہے۔ لیکن پہلے ہم اسے شرط بنا دیں اور دوسرے نمبر پر ہم اسے عام شرط بنا دیں تو ایسا کرنے میں ہر گز کوئی حکمت نہیں ہے۔ اور لوگ جیسے تم سب جانتے ہو کان ہوتے ہیں جیسے سونے اور چاندی کی کان۔ تو تم جس کے بارے میں جانتے ہو کہ وہ منہج میں ہمارے راستے پر ہے اور یہ کہ وہ نصیحت قبول کرتا ہے تو تم اس کو لکھتے ہو یہ دیکھتے ہوئے کہ تمہاری نظر میں اس کی غلطی ابھی پھیلی نہیں ہے تو یہ ٹھیک ہے، لیکن یہ شرط نہیں ہے۔ اور حتیٰ کہ اگر یہ شرط بھی ہوتی تو یہ استطاعت سے باہر کی چیز ہے۔ تم کو اس کا پتہ کہاں سے ملے گا؟ اس سے مراسلہ کیسے ہو گا؟ پھر کیا تم کو اس کا جواب ملے گا یا نہیں؟ یہ سب تمام گمان کی باتیں ہیں۔

(مصدر: کیسیٹ سلسلۃ الھدیٰ والنور؛ کیسیٹ: ٦٣٨، شريط الموازنة في النقد)

ترجمہ: ابو مریم اعجاز احمد